تفسیر فہم القرآن میں واقعہ افک سے متعلقہ وارد روایاتِ سیرت کا تحقیقی جائزہ اور عصری معنویت

A research review and contemporary significance of the biographies related to Afiq in Tafsir Fahm Al-Qur'an

Shah Parviz
PHD Scholar, Department of Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan, Pakistan
Email: shah00367829@gmail.com

Dr.Zar gul
SST (G) GHS Khatki shrif Distt: Mohmand
Email: zargul862@gamil.com

Sarzamin khan
PHD Scholar, Department of Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan, Pakistan
Email: Sarzamin.mscr404@iiu.edu.pk

ABSTRACT:

The literal meaning of Afiq is to make something against the truth. Accordingly, its meaning is lie and slander. If this accusation is mentioned in a context, then its meaning becomes slander, the worst kind of lie that replaces truth with falsehood and falsehood with truth. It is called Afiq, which cleanses the wicked and makes the wicked pure. The incident of Afiq is also a bright example. Verses were revealed in the Holy Qur'an about the truthfulness and integrity of Hazrat Ayesha. Her glory did not decrease, but her status increased and remained good until the Day of Judgment.

Mian Muhammad Jameel was born in 1947 in Kasur Gohchak district of Punjab. He belongs to the Arain family. This village has an excellent position in terms of knowledge and religion. Famous scholars and religious personalities were born here who tried to guide the nation religiously.

Sahib Tafsir while introducing his Tafsir writes that: "The name Tafsir is taken from the verse of Surah Al-Anbiyyah, فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ. Translation: "So we gave the understanding of this decision to Sulaiman."

Keywords: *Afiq, Tafsir, Fahm, al –Qur'an, Contemporary, meaning*

واقعہ افک ایک ایسی روشن مثال ہے جس میں حضرت عائشہؓ کی سچائی وحیااور پاکدامنی کی بابت قرآن کریم میں آیات نازل کی گئیں۔ واقعہ افک میں منافقین کے بہتان سے بری فرماکر برأت بھی ظاہر کردی۔اس سے حضرت عائشہ کی شان میں کمی نہ آئی بلکہ ان کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوااور قیامت تک کے لئے اچھاذکر باقی رہا۔واقعہ افک میں ہمارے لئے بہت بڑی وعیداور نصیحت ہے۔افک کے لغوی معنی بات کوالٹ دیناہے۔ حقیقت کے خلاف کچھ بنادینا اسی مناسبت سے اس کا معنی جھوٹ اور افتراءکیے جاتے ہیں۔اگر یہ الزام کسی حوالے سے بولا جائے تو اس کا معنی بہتان بن جاتاہے بدترین قسم کا جھوٹ جو حق کو باطل سے باطل کو حق سے بدل دے پاکدامن کو فاسق سے اور فاسق کو پاکدامن بنادے افک کہلاتاہے۔

میاں محمد جمیل ۱۹۴۷ء کو پنجاب کے ضلع قصور گوہڑ چک۔۸ نزد پتوکی میں پیدا ہوئے آرائیں خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔اس گاؤں کو علمی ودینی لحاظ سے پورے ممتاز مقام حاصل ہے۔یہاں کئی مشہوراور نامور علمی وسیاسی شخصیات نے جنم لیا جنھوں نے ملت و قوم کی مذہبی رہنمائی کرنے کی سعی اور کوشش کی۔[1]صاحب تفسیر اپنی تفسیر کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں: تفسیر کا نام سورۃ الانبیاء کی آیت فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ [۲] سے لیا گیا۔ چنانچہ اس فیصلے کی سمجھ ہم نے سلیمان کو دے دی۔[3]

واقعہ افک سے متعلقہ روایاتِ سیرت کا تحقیقی جائزہ

ا۔واقعہ افک:

میاں محمد جمیل صاحب نے سورۃ النور کے آیت نمبر 11 کے ذیل میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت ذکر کیا ہے میاں صاحب لکھتے ہے کہ "ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی غزوہ اور سفر کے لیے تشریف لے جاتے تو اس سے پہلے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس بیوی کا قرعہ نکلتا آپ ﷺ اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔"[4]

تحقیق: میاں صاحب نے بسند ابوہریرہؓ صرف مفہوم ذکر کیا ہے جب کہ امام بخاریؒ نے مذکورہ مفہوم کا متن اور سند کو اس طرح نقل کیا ہے کہ وَقَالَ أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيَّ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَايْمُ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلاَ يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلاَ غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ

حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ـــــ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلاَ يَأْتَلِ أُولُو الفَضْلِ مِنْكُمْ إِلَى آخِرِالآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي القُرْبَى وَالمسَاكِينَ يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ أَلاَ تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ حَتَّى قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.[5]

ترجمۃالروایت: "ابواُسامہ حماد بن اُسامہؒ نے فرمایا،انہوں نے ہشام بن عروہؒ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد عروہ بن زبیرؒ نے خبر دی اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب میرے بارے میں ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے گمان بھی نہیں تھاتو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد وثناء اس کی شان کے مطابق بیان کی پھر فرمایا، امابعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری اہلیہ پر جھوٹ بولا ہے اور اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور تہمت بھی ایسے شخص صفوان بن معطلؓ کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اس میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ وہ میرے گھر کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اس میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہواتو میری موجودگی ہی میں داخل ہوااور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ منورہ میں نہیں تھاتو وہ بھی نہیں ہوتااور میرے ساتھ ہی رہتے ہیں اس کے بعد سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں حکم فرمایئے کہ ہم ایسے لوگوں کی گردنیں اُڑادیں۔اس کے بعد قبیلہ خزرج کا ایک صاحب کھڑے ہوئے حسان بن ثابت کی والدہ اسی قبیلہ خزرج میں سے تھیں انہوں نے کہا کہ تم جھوٹے ہوا گروہ لوگ تہمت لگانے والے قبیلہ اوس کے ہوتے توتم کبھی انہیں قتل کرناپسند نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسجد ہی میں اوس و خزرج کے قبائل میں باہم فساد کا خطرہ پیدا ہوگیا پس اس فساد کی مجھے کچھ خبر نہ تھی اسی دن کی رات میں قضائے حاجت کے لئے باہر نکلی میرے ساتھ اُم مسطحؓ بھی تھیں۔ وہ راستے میں پھسل گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطحؓ کو اللہ غارت کرے۔ میں نے کہا آپ اپنے بیٹے کو بددعادے رہی ہیں اس پر وہ خاموش ہوگئیں پھر دوبارہ پھسلیں اور ان کی زبان سے وہی الفاظ نکلے کہ مسطح کو اللہ تعالیٰ غارت کرے۔ میں نے پھر کہا کہ اپنے بیٹے کو دُعائے بددی رہی ہو پھر وہ تیسری دفعہ پھسلیں تو میں نے پھر انہیں روکا۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو تیری ہی وجہ سے اسے بددعادے رہی ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے کس معاملہ میں انہیں آپ کوس رہی ہیں؟ بیان کیا کہ اب انہوں نے طوفان کا سارا قصہ بیان کیا میں نے پوچھا کیاواقعی یہ سب کچھ کہا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، اللہ کی قسم! پھر میں اپنے گھر گئی۔ لیکن ان واقعات کو سن کر غم کا یہ حال تھا کہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ کس کام کے لئے میں باہر گئی تھی اور کہاں سے آئی ہوں ذرہ برابر بھی مجھے اس کا احساس نہیں رہا۔ اس کے بعد مجھے بخار چڑھ گیا اور میں نے

رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ مجھے ذرا میرے والد کے گھر پہنچوادیں۔ آپ ﷺ نے میرے ساتھ ایک بچہ کو کردیا۔ میں گھر پہنچی تو میں نے دیکھا کہ اُم رومان نیچے کے حصہ میں ہیں اور ابو بکرؓ بالاخانے میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے پوچھا بیٹی اس وقت کیسے آگئیں۔ میں نے وجہ بتائی اور واقعہ کی تفصیلات سنائیں ان باتوں سے جتنا غم مجھ کو تھا ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اتنا غم نہیں ہے انہوں نے فرمایا بیٹی اتنا فکر کیوں کرتی ہو کم ہی ایسی کوئی خوبصورت عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور وہ اس سے حسد نہ کریں اور اس میں سو عیب نہ نکالیں۔ اس تہمت سے وہ اس درجہ بالکل بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھیں جتنا میں متاثر تھی۔ میں نے پوچھا والد کے علم میں بھی یہ باتیں آگئیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور رسول اللہ ﷺ کے؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کے بھی علم میں سب کچھ ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی تو ابو بکرؓ نے بھی میری آواز سن لی، وہ گھر کے بالائی حصہ میں قرآن پڑھ رہے تھے، اتر کر نیچے آئے اور والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمام باتیں اسے بھی معلوم ہو گئی ہیں جو اس کے متعلق کہی جا رہی ہیں۔ ان کی بھی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا: بیٹی! تمہیں قسم دیتا ہوں، اپنے گھر واپس چلی جاؤ چنانچہ میں واپس چلی آئی۔ جب میں اپنے والدین کے گھر آ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے تھے اور میری خادمہ بریرہ سے میرے متعلق پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ نہیں، اللہ کی قسم! میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی، البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا کم عمری کی غفلت کی وجہ سے کہ آٹا گوندھتے ہوئے سو جایا کرتیں اور بکری آکر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی۔ اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ، میں تو عائشہؓ کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار کھرے سونے کو جانتا ہے۔ اس تہمت کی خبر جب ان صاحب کو معلوم ہوئی جن کے ساتھ تہمت لگائی گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ، اللہ کی قسم! کہ میں نے آج تک کسی غیر عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ عائشہؓ نے کہا کہ پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں شہادت پائی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آگئے اور میرے پاس ہی رہے۔ آخر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے۔ میرے والدین مجھے دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: اما بعد! اے عائشہؓ! اگر تم نے واقعی کوئی برا کام کیا ہے اور اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو پھر اللہ سے توبہ کرو، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک انصاری خاتون بھی آگئی تھیں اور دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، آپ ان خاتون کا لحاظ نہیں فرماتے کہیں یہ اپنی سمجھ کے مطابق کوئی الٹی سیدھی بات باہر کہہ دیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے نصیحت

فرمائی، اس کے بعد میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے عرض کیا کہ آپ ہی جواب دیجیئے، انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا کہوں جب کسی نے میری طرف سے کچھ نہیں کہا تو میں نے شہادت کے بعد اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا کی اور کہا: امابعد! اللہ کی قسم! اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں اپنے اس دعوے میں سچی ہوں، تو آپ لوگوں کے خیال کو بدلنے میں میری یہ بات مجھے کوئی نفع نہیں پہنچائے گی، کیونکہ یہ بات آپ لوگوں کے دل میں رچ بس گئی ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں نے واقعتاً یہ کام کیا ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے، تو آپ لوگ کہیں گے کہ اس نے تو جرم کا اقرار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسفؑ کے والد کی سی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾[6] پس صبر ہی اچھا ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔ میں نے ذہن پر بہت زور دیا کہ یعقوبؑ کا نام یاد آجائے لیکن نہیں یاد آیا۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور ہم سب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ سے یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خوشی نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے پسینہ سے اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے فرمایا کہ عائشہؓ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکی نازل کر دی ہے۔ بیان کیا کہ اس وقت مجھے بڑا غصہ آ رہا تھا۔ میرے والدین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی نہ آپ ﷺ کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ آپؓ دونوں کا شکریہ ادا کروں گی میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا شکرادا کروں گی جس نے میری براءت نازل کی ہے۔ آپ لوگوں نے تو یہ افواہ سنی اور اس کا انکار بھی نہ کر سکے اس کے ختم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ عائشہؓ فرماتی تھیں کہ زینب بن جحش کو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے اس تہمت میں پڑنے سے بچا لیا میری بابت انہوں نے خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں کہی البتہ ان کی بہن حمنہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ اس طوفان کو پھیلانے میں مسطحؓ اور حسانؓ اور عبداللہ بن ابی نے حصہ لیا تھا عبداللہ بن ابی منافق ہی تو کھود کھود کر اس کو پوچھتا اور اس پر حاشیہ چڑھاتا وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا ﴿وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُم﴾[7] سے وہ اور حمنہ مراد ہیں۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ پھر ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ مسطحؓ کو کوئی فائدہ آئندہ کبھی وہ نہیں پہنچائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ﴿وَلاَ يَأْتَلِ أُولُو الفَضْلِ مِنْكُمْ﴾[8] ترجمہ: اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فرخ دست ہیں اس سے مراد ابو بکرؓ ہیں۔ ﴿وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي القُرْبَى وَالمسَاكِينَ﴾[9] وہ قرابت والوں اور مسکینوں کو اس سے مراد مسطحؓ ہیں۔ دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا: ﴿أَلاَ تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[10] ترجمہ: ''کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور

معاف کرتا رہے بیشک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے"تک نازل ہوئی۔ چنانچہ ابو بکرؓ نے کہا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم! اے ہمارے رب! ہم تو اسی کے خواہشمند ہیں کہ تو ہماری مغفرت فرما پھر وہ پہلے کی طرح مسطحؓ کو جو دیا کرتے تھے وہ جاری کر دیا۔

2۔اچھا گمان بہترین عبادت:

مفسر نے سورۃ النور کے آیت نمبر 12 کے ذیل میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت کا مفہوم ذکر کیا ہے میاں صاحب لکھتے ہے کہ نصر نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا گمان بہترین عبادت ہے"۔[11]

تحقیق: مذکورہ روایت کو کا مفہوم ذکر کیا ہے جب کہ اس کو امام ابوداؤدؒ نے بمع سند اور متن اس طرح بیان کیا ہے کہ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ شُتَيْرٍ قَالَ نَصْرٌ ابْنُ نَهَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَصْرٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ.[١٢]

ترجمۃ الروایت: "ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کیا، اور انہوں نے محمد بن واسع سے، اس نے شتیر سے، اس نے کہا کہ نصر بن نھار نے ابوہریرہؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا گمان بہترین عبادت ہے"۔

3۔ تہمت کا وبال:

میاں محمد جمیل نے سورۃ النور کے آیت 12 کے ذیل میں ابوہریرہؓ کی ایک روایت ذکر کیا ہے میاں صاحب لکھتے ہے کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ.[13]

تحقیق: میاں صاحب نے بسند ابوہریرہؓ کے ایک روایت بیان کیا ہے جب کہ امام بخاریؒ نے مذکورہ روایت کو بمع سند اور متن اس طرح بیان کیا ہے کہ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ،مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ.[١٤]

ترجمۃ الروایت: "ہمیں مسددؒ نے حدیث بیان کیا، انہوں فرمایا کہ ہمیں یحییٰ بن سعید قطانؒ نے بیان کیا، اس نے فضیل بن غزوانؒ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نعمؒ سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں

نے ابوالقاسم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حلانکہ غلام اس تہمت سے بَری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے سوااس کے کہ اس کی تہمت درست ہو"۔

4۔پانچ چیزوں سے ممانعت:

میاں محمد جمیل نے سورۃ النور کے آیت 12 کے ذیل میں ابوہریرہؓ کی ایک روایت ذکر کیا ہے میاں صاحب لکھتے ہے کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ وَلاَ تَحَسَّسُوا وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا كُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.[15]

تحقیق: مذکورہ روایت کو میاں صاحب نے صرف بسند ابوہریرہؓ سے ذکر کیا ہے جب کہ امام بخاریؒ نے مذکورہ روایت کو بمع سند اور متن اس طرح بیان کیا ہے کہ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ وَلاَ تَحَسَّسُوا وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا كُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.[16]

ترجمۃ الروایت: "ہمیں بشر بن محمدؒ نے حدیث بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عبداللہ بن مبارکؒ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں معمرؒ نے خبر دی، انہیں کہا ہے کہ ہمیں ہمام بن منبہؒ نے خبر دی، انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، بغض نہ رکھو، بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو"۔

5۔بلا تحقیق بات پھیلانے کا وبال:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.[17]

ترجمۃ الروایت: "ہمیں محمد بن مثنیٰؒ نے حدیث بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن مہدیؒ نے حدیث بیان کیا ہے، یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں شعبہؒ نے حدیث بیان کیا ہے، انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰنؒ سے، انہوں نے حفص بن عاصمؒ سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، ابوہریرہ فرماتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کردے"۔

6۔سات ہلاک کرنے دینے والے گناہ:

"میاں محمد جمیل نے سورۃ النور کے آیت 11 کے ذیل میں میاں صاحب لکھتے ہے کہ مسلمان مرد اور عورت کی عزت و حرمت کے بارے میں منفی بات کرنا بڑا گناہ ہے۔[18]

تحقیق: میاں صاحب نے روایت کو مفہوم صرف ذکر کیا ہے جب کہ امام بخاریؒ نے مذکورہ مفہوم کی متن اور سند اس طرح نقل کیا ہے۔حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ المَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَاهُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّابِالحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ المحْصَنَاتِ المؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ.[١٩]

ترجمۃ الروایت: "ہمیں عبدالعزیز بن عبداللہؒ نے حدیث بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سلیمان بن بلالؒ نے بیان کیا، انہوں نے ثور بن زید مدنیؒ سے، انہوں نے ابوغیثؒ سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں بچتے رہو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کا کھانا، لڑائی میں سے بھاگ جانا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

واقعہ افک کی عصری معنویت

1۔ حضرت عائشہؓ کی عزت وعظمت میں اضافہ:

واقعۂ افک سے حضرت عائشہؓ کی عزت وعظمت میں مزید اضافہ ہوا۔ اس حادثے نے تھوڑی دیر کے لیے نبی ﷺ، حضرات صحابہ کرامؓ، حضرت عائشہؓ اور ان کے خاندان کو ایک بڑے امتحان میں تو ضرور ڈال دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے رحم وفضل سے بہت جلد ان تمام مصائب اور آزمائش کے بادل صاف ہو گئے اور چودھویں کے چاند کی طرح روشن و تابناک ہو کر حضرت عائشہؓ کی ذات گرامی سامنے آئی اور ہمیشہ کے لئے دنیا کو یہ پیغام دے دیا کہ چاند کی طرف لاکھ بار تھوکا جائے وہ تھوکنے والے کے چہرے پر ہی آگریگا اس عمل سے چاند پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ حضرت عائشہؓ بے شمار خصوصیات کی مالکہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کائنات کی تین عظیم عورتوں میں مریمؑ، آسیہؓ کے ساتھ آپؓ کا نام بھی شامل فرمایا۔

2۔ عفو ودر گزر کا درس:

اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہؓ کی برأت سے متعلق صاف اور واضح آیات نازل فرما کر سیدہ عائشہؓ کی بے گناہی ثابت کر دی اور اس واقعے میں ملوث مسلمانوں کو سیدہ عائشہؓ نے تہہ دل سے معاف فرما دیا تھا اور نہ صرف یہ کہ معاف فرمایا بلکہ آئندہ انھیں بُرا بھلا کہنے سے بھی سب کو منع فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی قسم کے توڑنے کا کفارہ بھی ادا فرمایا اور مسطحؓ کو معاف ہی نہیں کیا بلکہ ان کی امداد کو پہلے سے ڈبل کر دیا لہٰذا ہم کو بھی عفو و درگزر کی روش کو اپنانا چاہیے۔ معمولی باتوں پر ایک دوسرے کے ساتھ رشتے ناتے اور تعلقات ختم نہ کریں۔

3۔انسانی رہنمائی کا درس:

اس واقعے نے ایک طرف مسلمانوں میں بے چینی کی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ ایک ایسی خاتون جس کی چار پشت شرفِ صحابیت سے سرفراز ہو، شوہر سید الانبیاء ہو، باپ افضل البشر ہو، خود حدیث و فقہ کی عالمہ و معلمہ ہو، بستر پر قرآن نازل ہوا ہو، ایسی ہستی کی عصمت پر انگشت نمائی یقیناً دل و دماغ کو تہہ و بالا کرنے کے لیے کافی ہے لیکن جب اس واقعے کے دوسرے پہلو پر غور کیا جائے تو اس کے جھروکے سے انسانی رہنمائی کے کئی جہان دکھائی دیتے ہیں۔

4۔کئی مسائل کی وضاحت:

وحیِ الٰہی کے ساتھ عہدِ رسالت میں صحابہؓ کی زندگی، شب و روز پیش آنے والے حادثات و واقعات جو کہ ہر ایک کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ابدی قانون تشکیل پا رہا تھا چنانچہ اس واقعے سے ہمیں خواتین کے سلسلے میں چند خاص مسائل مثلاً شوہر بیوی کے مسائل، سفر کے بعض اہم مسائل اور عاریت کے مسائل کے رہنما اصول وغیرہ کا بھی علم ہوتا ہے۔

5۔سفر میں زیورات کے استعمال سے بچنے کا درس:

اس واقعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ سفر میں جہاں تک ممکن ہو زیورات کے استعمال سے خواتین کو گریز کرنا چاہیے۔ چونکہ بظاہر اس واقعے کی دشواریوں کا سبب "ہار" تھا۔ ہار نہ زیبِ تن کیا جاتا نہ مشکلات سامنے آتیں۔ اُس وقت اس طرح کا مسئلہ پیش آیا تھا اور آج کے مسائل کی نوعیت مختلف ہے۔ آج چھین، جھپٹ، چوری اور بد عنوانی کا دور ہے، کئی بار تو خواتین کو اپنے کان و ناک سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے، کبھی وہ شدید زخمی بھی ہوتی ہیں اور کبھی کبھی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے۔

6۔عاریت کی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے مال سے زیادہ ہونا:

اس واقعے سے ہمیں درس ملتا ہے کہ عاریت کی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سامان سے زیادہ ہے۔ سفر میں عاریتاً لینے والی چیز کی حفاظت میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اس واقعے کی مشکلات کو بڑھانے میں عاریت کے زیور کی غم کا بھی بڑا کردار ہے۔

7۔مائیکے چلے جانے سے غم کا ہلکا ہو جانا:

سسرال میں عورتوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کو چند دنوں کے لیے اپنے ماں باپ کے گھر جانا چاہیے کیونکہ اس سے اس کی پریشانی کم ہو جاتی ہے اسی طرح اگر ایسا کوئی موقع پیش آجائے کہ جس میں کسی عورت کو غیر محرم مرد سے مدد کی ضرورت ہو تو اس کے لیے بھی اس واقعے میں بہترین مثال موجود ہے۔

8۔صبر و تحمل کا درس:

اس واقعے سے عصر حاضر میں یہ درس ملتا ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نہ کرے کہ موجودہ دور میں بھی اگر ایسا کوئی واقعہ پیش آجائے اور ایک پاکدامن مومنہ خاتون اس پر صبر کرتی ہے اور معاملے کو اپنے رب کے حوالے کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور نوید نجات عطاء فرمائے گا اور اس کی مدد فرمائے گا۔

9۔شریک حیات کو سفر میں ساتھ لے جانے کا درس:

اس واقعہ میں ایک درس یہ بھی ہے کہ آدمی سفر میں اپنی شریک حیات کو ساتھ لے جا سکتا ہے زیادہ بیویوں کی صورت میں قرعہ اندازی کر کے کسی ایک کا انتخاب کر لے۔

10۔سفر کے سلسلے میں رہنمائی:

سفر کے سلسلے میں بھی اس واقعے سے بڑی رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ موجود دور میں بھی اگر جماعت کی شکل میں سفر کا ارادہ ہو اور اگر کسی کو شرعی عذر کی وجہ سے کہیں جانا پڑے تو وہ جماعت کے امیر کو اطلاع دے کر جائے جیسا کہ آج کل تبلیغی جماعت بڑی پابندی سے اس اصول پر کاربند ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص اپنے جماعت سے گم ہو جائے تو اس پر لازمی ہے کہ عقل و شعور سے کام لے کر کوئی ایسی تدبیر اختیار کرے کہ تلاش کرنے والا بغیر کسی دقت کے آسانی کے ساتھ اسے ڈھونڈ لے۔

11۔بے تحقیق بات کرنے سے گریز:

اس واقعے سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ اول تو بغیر تحقیق کے بات نہ کریں اور اگر بلا تحقیق خبر سامنے آئے تو اس پر صداقت کی مہر نہیں لگانی چاہیے۔اس میں میڈیا اور عوام کے لیے رہنما اصول موجود ہیں۔

12۔غلطیوں کی معافی مانگنا:

اس واقعے سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ غلط الزام لگانے والے اگر اپنی کوتاہی اور غلطی کی معافی نہیں مانگتی اور توبہ تائب نہیں ہوتے تو اسے دونوں جہانوں میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر کسی کو سزا ملنے اور توبہ تائب ہونے کے بعد اسے ملامت کیا جاتا ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

13۔عزیز و اقارب کی کفالت اور مدد سے ہاتھ کھینچنے میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے:

اسی طرح اگر کوئی اپنے کسی عزیز کی کفالت کر رہا ہو لیکن غصے میں آ کر اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور کچھ نہ دینے کی قسم کھالی تو اس کی مدد سے ہاتھ کھینچنے میں بھی عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے اور معاملہ رفع دفع ہو جانے کے بعد پھر سے اس کی رقم بحال کر دے۔

14۔رسول عالم الغیب نہیں:

اسی طرح اس واقعے سے ایک خاص فکر کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے جس میں رسولِ اللہ ﷺ کو عالم الغیب قرار دیا جاتا ہے جو اصل میں یہ صفت صرف اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ اگر حقیقت میں رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کا تردد میں پڑنا، پھر اس کے نتیجے میں حضرت ابو بکرؓ کے گھرانے کا، حضرت عائشہؓ کا اور جماعتِ صحابہؓ کا پریشان کن حالات سے دوچار ہونا اور یہ سلسلہ کوئی ایک دو دن کا نہیں تھا بلکہ ایک ماہ سے زائد تک یہ حالات جاری رہے اور تمام لوگ حیران و پریشان رہے۔

15۔منفی پروپیگنڈے کے بُرے اثرات مرتب ہونا:

مذکورہ واقعہ سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ دشمنان اسلام ابتداء ہی سے آپ ﷺ کے خاندان اور بالخصوص ازواج مطہرات کی کردار کشی کرنے میں مسلسل لگے رہے۔ ہر پروپیگنڈہ اپنے اثرات رکھتا ہے خواہ مثبت ہو یا منفی۔ جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کے منفی پروپیگنڈے کے کتنے بُرے اثرات رونما ہوئے۔

16۔جذباتی فیصلے سے گریز کرنا:

مذکورہ واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ منفی پروپیگنڈے کے وقت صبر و تحمل اور مشاورت سے کام لینا شیوہ پیغمبری ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ میں رسول اکرم ﷺ نے جلد بازی اور جذبات میں کوئی ایسا فیصلہ صادر نہیں فرمایا جو خاندان کی جدائی کا سبب بنے۔ یہ لازم نہیں کہ جس کی طرف کوئی غلط بات یا کام منسوب کیا جائے وہ حقیقتاً درست ہوں۔ جیسا کہ مذکورہ واقعے میں منافقین نے سیدہ عائشہؓ اور صفوان بن معطلؓ پر تہمت لگائی۔

17۔علم غیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے:

غیب کا کلی علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے پاس یہ علم نہیں اگر کسی کے پاس ہوتا تو وہ رسول اللہ ﷺ ہی ہوتے۔ لیکن مذکورہ واقعے میں آپ ﷺ کی پیاری اور چہیتی بیوی پر جب ناحق تہمت لگتی ہے تو اس کے باوجود نبی کریم ﷺ وحی کا انتظار فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو غیب کا کلی اور محیط علم حاصل نہیں تھا۔

18۔پریشانی میں ثابت قدم رہنا:

غم اور پریشانی کے حالت میں واویلہ کرنااور دلبرداشتہ ہونامسلمان کی شایان شان نہیں بلکہ نماز اور صبر کرکے اللہ سے مدد مانگنی چاہیے جیساکہ اس واقعے میں سیدہ عائشہؓ پر جب پریشانی اور آزمائش آن پڑی تو آپؓ فوراًاللہ تعالیٰ کے ہاں سجدہ ریز ہوئیں اور صبر کرکے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی دُعائیں کرتی رہیں۔

19۔کامل یقین کے ساتھ دعامانگنا:

جب دعا کامل یقین کے ساتھ مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں جیساکہ اس واقعے میں حضرت عائشہؓ نے کامل یقین کے ساتھ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی دعا قبول فرمائی اور آپؓ کی پریشانی کو دور فرمایا۔

20۔دعافی الفور قبول ہونالازم نہیں:

یہ لازم نہیں کہ دعامانگتے ہی اسی وقت وہ چیز مل جائے۔اس میں تاخیر ہوسکتی ہےاور تاخیر ہونے میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہوتیں ہیں جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے جیساکہ مذکورہ واقعہ میں اُم المومنین سیدہ عائشہؓ نے جس وقت دعامانگی اسی وقت آپؓ کی براءت کے سلسلے میں قرآنی آیات کریمہ نازل نہیں ہوئیں بلکہ آزمائش کا کچھ وقت گزرنے کے بعد سورۃالنور کی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں جس میں آپؓ کی براءت کااعلان ہوا۔

21۔آزمائش میں مبتلالوگوں کے حق میں دعا کرنا:

اگر گھر والوں اور اہل ایمان میں سے کسی پر آزمائش آئے تو اس کے حق میں فکر منداوراس کے لئے دعاکرنی چاہیے جیسا کہ اس واقعہ میں تمام صحابہ کرامؓ اور سیدہ عائشہؓ کے والدین کے عمل سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

22۔شیطان دین کی سمجھ رکھنے والے کواپنادشمن سمجھتاہے:

شیطان اہل ایمان میں سے اپنے سب سے بڑادشمن اسے سمجھتاہے جو زیادہ دیندار ہواور دین کی سمجھ بوجھ بھی رکھتاہو یہی وجہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سیدہ عائشہؓ چونکہ بہت بڑی عالمہ اور فقیہ تھیں اس وجہ سے شیطان اوراس کے ساتھی آپؓ کے دشمن بن گئے۔اسلام کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام کی سمجھ بوجھ رکھنے والوں پر اس طرح کی بےبنیاد تہمتیں لگتی رہتی ہیں۔

23۔ہر حال میں اللہ تعالیٰ کاشکر اداکرنا:

جب اللہ تعالیٰ پریشانی کو ختم اور دور فرمادیں تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے جیساکہ اس واقعے میں اُم المومنین سیدہ عائشہؓ نے اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیاہے۔

24۔اسلام کا قانون سب کے لیے یکساں ہونا:

اسلام کا قانون سب کے لیے برابر ہے کہ جس میں امیر و غریب، اپنا و پرایا وغیرہ کی کوئی تمیز نہیں جو بھی اس قانون کی زد میں آئے تو سب کے لئے قانون ایک جیسا ہو۔

25۔ ہر حال میں اللہ والوں کی قدر و منزلت برقرار رہتی ہے:

حد قذف وغیرہ کے صحابہؓ پر جاری وساری ہونے کے باوجود صحابہ کرامؓ کے عزت، احترام، عقیدت، ان کے معیار حق ہونے، ان کے جنتی ہونے کے منافی نہیں۔ اللہ نے تکوینی طور پر کچھ ایسے کام ان سے کرادیے جن سے اُمت کو تعلیم دینا مقصود تھا۔ جس پر ناحق تہمت و بہتان لگائی جائے اللہ اس کو عزتیں عطا فرماتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

واقعہ افک سیرتِ نبوی ﷺ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ منافقین کی طرف سے خانوادہ نبوی کو نشانہ بنانے کی سب سے بڑی کوشش تھی جس میں سیدہ عائشہ پر الزام کی تہمت لگائی گئی۔ اس الزام کی بناء پر سیدہ اور ان گھر والے خصوصاً ان کے والد ابو بکرؓ اور سب سے بڑھ کر ان کے شوہر رسول اللہ ﷺ سخت ذہنی اذیت سے دوچار ہو گئے۔ اس دوران میں تمام مسلمان بھی گومگو اور باہمی اختلاف و انتشار کی کیفیت میں مبتلا رہے۔ ایک مہینے تک بہتان تراشی اور ایذا رسانی کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد کہیں جاکر سورہ نور کی ابتدائی آیات میں عائشہؓ کی براءت اللہ تعالیٰ نے خود نازل کی اور یہ طوفان تھما۔ اس کے بعد تہمت لگانے والے مسلمانوں کو اسی اسی کوڑے مارے گئے، جو تہمت لگانے کی شرعی سزا ہے۔ یہ ایک صحیح اور ثابت شدہ واقعہ ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم اور متعدد احادیث صحیحہ کے اندر موجود ہے۔

(References)

1۔ پروفیسر، ڈاکٹر، عبدالغفور راشد، اہل حدیث منزل بہ منزل، ج:1، ص:283

2۔ سورۃ الانبیاء:79

3۔ مفتی، تقی عثمانی، آسان ترجمہ القرآن، ص:702

4۔ میاں محمد جمیل، تفسیر فہم القرآن، پاکستان: ابوہریرہؓ اکیڈمی، کریم بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور، 1435ھ/2014ء، ج:4، ص:532، سورۃ النور:11

5۔ امام بخاریؒ، محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ بخاری، صحیح بخاری، لبنان: دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ/2002ء، کتاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَابٌ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الفَاحِشَةُ، ج:6، ص:107، رقم:4757

6۔ سورۃ یوسف:18

7۔ صحیح بخاری، کتاب تَفۡسِیرِ القُرۡآنِ، بَابُ إِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الفَاحِشَةُ۔۔۔،ج:6،ص:107،رقم:4757

8۔ سورۃالنور:22

9۔ سورۃالنور:22

10۔ سورۃالنور:22

11۔ میاں محمد جمیل، تفسیر فہم القرآن،ج:4،ص:535،سورۃالنور:12

12۔ سلیمان بن الاشعث، ابو داود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی السجستانی، سنن ابی داؤد، لبنان: المکتبۃ العصریہ ، بیروت، س،ن ، کتاب الادب، باب فِي حُسۡنِ الظَّنِّ ،ج:4،ص:298،رقم : 4993؛ محمد بن حبان بن احمد بن معاذ بن معبد،ابو حاتم،الدارمی، محقق: شعیب الارنؤوط، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، بیروت،1414ھ /1993ء، باب ذکر البیان بان حسن الظن للمرء المسلم من، ج:2، ص:399 ، رقم:631؛ سنن ابی داؤد ، کتاب الادب باب فی حسن الظن ،ج:4،ص:298،رقم: 4993، حکم: علامہ البانی نے مذکورہ روایت کو ضعیف کہاہے۔البانی، صحیح وضعیف سنن ابی داود اسکندریہ: مرکز نور الاسلام لابحاث القرآن والسنہ، باب 4993،ج:1،ص:2؛ مذکورہ روایت کو مسند احمد کے محققین نے شتیر بن نھار کی وجہ سے اسنادہ ضعیف کہاہے اور کہا جاتاہے کہ آپ کا نام سمیر بن نھار ہے اپ کے تلامذہ میں واسع اور ابونضرہ شامل ہیں۔امام بخاریؒ اور امام ابی حاتم نے اپنے کتابوں میں آپ کو لے لیاہے۔ لیکن جرح والتعدیل میں اس کا تذکرہ نہیں کیاگیا۔ابن حبان نے کتاب الثقات میں اور ابن حجرؒ نے کتاب التقریب میں آپ کو صدوق کہاہے۔ابن حنبل ،ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ،بیروت،1421ء/2001ء، مُسۡنَدُ الۡمُكۡثِرِيۡنَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسۡنَدُ أَبِي هرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ،ج:6، ص:7،رقم:3548؛ج:15،ص:160،رقم:9280

13۔ میاں محمد جمیل، تفسیر فہم القرآن،ج:4،ص:535،سورۃالنور:12

14۔ صحیح بخاریؒ، کتاب المحاربین، بَابُ قَذۡفِ الۡعَبِيۡدِ،ج:8،ص:175،رقم:6858

15۔ صحیح بخاریؒ، کِتَابُ الۡأَدَبِ، بَابُ مَا يُنۡهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ،ج:8،ص:19،رقم:6064

16۔ صحیح بخاریؒ، کتاب الۡأدب، بَابُ مَا يُنۡهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ،ج:7،ص:19،رقم:5143

17۔ امام مسلم،ابوالحسین مسلم بن الحجاج،الجامع الصحیح،لبنان: دار الجیل،بیروت،1371ھ/1952ء، مقدمہ باب النَّهۡيِ عَنِ الۡحَدِيۡثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ،ج:1،ص:10،رقم:11

18۔ تفیسر فہم القرآن،ج:4،ص:542،سورۃالنور:15

19۔ صحیح بخاری، کتاب الوصایا، بَابُ قَوۡلِ اللّٰهِ تَعَالَى: إِنَّ الَّذِيۡنَ يَأۡكُلُوۡنَ أَمۡوَالَ الۡيَتَامَى ظُلۡمًا،ج:4،ص:10،رقم:2766